کتاب نما

بلوچستان، آزادی کے بعد ، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، انور رومان۔ ناشر: مشاورہ تعلیمی تحقیق، ۲۷۲، اے، او بلاک III، سیٹلائٹ ٹاؤن، کوئٹہ۔ صفحات: ۶۲۴۔ قیمت: ۵۰۰ روپے۔

پاکستان کے علمی حلقوں میں ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ وہ عمر بھر تعلیم و تدریس میں مشغول رہے، بلوچستان کے دور دراز گوشوں کو علم و تعلیم کی شمع سے منور کیا، اردو زبان کا علم بلند کیا، ادب، تعلیم، تاریخ اور صحافت کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کی اور اس کے نتیجے میں، درجنوں کتابیں تالیف و تصنیف کیں۔ اسلام، پاکستان، اردو اور تعلیم سے محبت اور دلچسپی ان کی شخصیت میں رچی بسی ہے۔ پروفیسر انور رومان بھی عالم و فاضل اور صاحب تصنیف معلم ہیں۔ زیر نظر کتاب دونوں اصحاب کی مشترکہ مساعی اور محنت شاقہ کا نتیجہ ہے۔

انگریز اپنے دور تسلط میں، حتی الوسع ہندستان کے مختلف علاقوں اور ضلعوں کے گزیٹیر برابر تیار کراتے رہے۔ گو، یہ ان کی انتظامی اور سیاسی ضرورت تھی مگر اب یہ مفید دستاویزات تاریخ کا اہم حوالہ بن چکی ہیں (ہماری کارکردگی کا عالم تو یہ ہے کہ دفاتر میں ماضی متصل کا ریکارڈ ندارد۔ اب گزیٹیر کی تیاری تو خواب و خیال بن چکی ہے، مگر مارے باندھے، کچھ نہ کچھ رپورٹیں، ناقص ہی سہی، تیار ہوتی رہتی ہیں)۔

زیر نظر کتاب میں بلوچستان کی تاریخ و جغرافیہ، افراد و اکابر، سیاست و معیشت، صنعت و حرفت، تعلیم و صحافت، ریلوے، سوئی گیس اور دوسرے بیسیوں شعبوں کے بارے میں ہر طرح کی معلومات، سرکاری و غیر سرکاری ذرائع سے جمع کی گئی ہیں۔ یہ ایک طرح کا بلوچستان انسائیکلوپیڈیا ہے۔ مرتبین نے اس کی تیاری میں ۵، ۶ سال تک جس قدر محنت و کاوش کی ہے، وہ ہر لحاظ سے قابل قدر ہے۔

مصنفین کی تحقیق کا ماحصل یہ ہے کہ بلوچستان سے سرد مہری یا اسے نظرانداز کرنے کا شکوہ بے جا ہے۔ پاکستان کے دوسرے صوبوں کی بہ نسبت، بلوچستان میں ہر شعبے میں، زیادہ ترقی ہوئی ہے۔ انگریزوں کے زمانے میں صوبے کا بجٹ ۴۰ لاکھ روپے تھا، ۱۹۹۷ میں ۲۲ ارب تک پہنچ گیا، مگر خرابی کیا ہے؟ پہلے ۹۵ فی صد کام ہوتا تھا اب ۵ فی صد کام ہوتا ہے۔ "فنڈ کھانے کے نت نئے طریقے دریافت کیے جا رہے ہیں"۔ رقوم دیانت داری اور مہارت سے خرچ کی جاتیں تو تین گنا زیادہ ترقی ہوتی (تنزل کا ایک سبب قبائلی سردار اور ان کی باہمی رنجشیں اور جھگڑے بھی ہیں)۔ ہماری نااہلی کا یہ عالم ہے کہ پاکستان کو چمن کے راستے

افغانستان سے ملانے والی ۱۸۹۱ کی تعمیر کردہ' فن تعمیر کا ایک شاہکار اور تاریخی نوعیت کی خوجک سرنگ بے توجہی کی وجہ سے انحطاط کا شکار ہے۔ جناب انور رومان نے پتے کی بات کہی ہے: "اچھے' اہل اور راست کار انسان محدود وسائل سے بھی ملک و ملت کو بہت کچھ دے جاتے ہیں اور برے' نااہل اور غلط کار انسان لامحدود وسائل کو لوٹتے ہیں اور لٹاتے ہیں--- یہ ایک حقیقت ہے کہ زر و سیم کے انبار نہیں بلکہ انسان ہی کسی قوم کو عظمت و قوت دے سکتے ہیں" (ص ۲۲)۔ مصنفین' بلوچستان کے مستقبل کے بارے میں بہت پرامید ہیں' تاہم وہ سوال کرتے ہیں کہ کیا بلوچستان کے اکابر اور بلوچستان کی نئی نسل اپنی محنت' دل بستگی اور لگن کو دیگر مشاغل کے بجائے بلوچستان کی پیش رفت اور برخیزی کے لیے وقف کر سکے گی؟

پوچھتی ہے کشت بے آب و گیاہ
ابر گوہر بار کتنی دور ہے؟ (ص ۵۸۹)

(رفیع الدین ہاشمی)

پرواز فکر' کویت کی فضاؤں میں' حکیم محمد سعید۔ ناشر: ہمدرد فاؤنڈیشن' ناظم آباد' کراچی۔ صفحات: ۱۳۲۔ قیمت: ۳۰ روپے۔

یہ کتاب حکیم محمد سعید شہید کے سفر کویت (۱۹۹۷) کے دنوں کا روزنامچہ مسلسل یا تاثر نامہ ہے۔ اس میں کچھ تو "معذورین دماغی صحت کے لیے سامان صحت" کے عنوان سے منعقدہ ایک اجلاس کی روداد ہے جس میں کچھ تو اسی روداد کے حوالے سے' اور کچھ دوسرے حوالوں سے مصنف کی زندگی کے بعض واقعات' مشاہدات' تاثرات اور جذبات کا تذکرہ ہے جو دلچسپ' معلومات افزا اور سبق آموز ہے اور عبرت انگیز بھی۔ یوں یہ مختصر کتاب آپ بیتی ہے اور جگ بیتی بھی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے دنیا کے سب سے بڑے اسلامی ملک کو "ادھر ہم' ادھر تم" کا اعلان کر کے تقسیم کر دیا۔ ان کی وزیراعظم بننے کی "سفلی خواہش" نے پاکستان کو دولخت کر دیا (ص ۱۱۲)۔ اب پاکستان کی مزید تقسیم کا خدشہ بھی ہے۔ کچھ غیر ملکی ادارے' گلگت' سکردو' ہنزہ اور چترال میں "محو خدمت" ہیں۔ یہود و نصاریٰ تبدیلیوں کا نقشہ بنا چکے ہیں (ص ۹۳)۔

حکیم محمد سعید ہوس دولت کی سخت مذمت کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک دولت سے محبت "ذہنی علالت" ہے اور محض دولت کے بل بوتے پر الیکشن میں کامیاب ہونے والا شخص ذہنی مریض۔ وہ افسوس کرتے ہیں کہ کسی معمولی کالج میں داخلے کے وقت امیدوار کی ذہنی صحت کو دیکھنا ضروری ہوتا ہے' مگر انتخاب لڑنے والوں کو نہیں دیکھا جاتا کہ ان کی ذہنی صحت کیسی ہے؟ ان کے خیال میں پاکستان کے لیے بڑے بڑے فیصلے کرنے والے اسمبلیوں اور پارلیمان کے ارکان اگر مفلوک الفکر اور مفلوج الذہن ہیں تو کیا ملی فرائض ادا کر

سکیں گے؟ انھوں نے جگہ جگہ نام نہاد مذہبی طبقے پر بھی تنقید کی ہے۔ ایک جگہ بتاتے ہیں کہ بھارت گیا تو معروف محقق اور عالم علامہ عرشی رام پوری سے ملنے کا اشتیاق تھا چنانچہ رام پور کے لیے روانہ ہوا۔ راستے میں مراد آباد پر عصر کا وقت ہو گیا۔ مسجد گیا تو اسے دھویا جا رہا تھا۔ پوچھا کیوں؟ بتایا گیا: "یہاں مولانا طیب صاحب (دارالعلوم دیوبند) نماز پڑھ گئے ہیں، مسجد ناپاک ہو گئی ہے، مسجد دھوئی جا رہی ہے" (ص: ۶۷)۔

حکیم محمد سعیدؒ پاکستان کے حالات پر سخت مضطرب، بے چین اور فکر مند ہیں اور اصلاح احوال کے لیے بہت سی تجویزیں پیش کرتے ہیں، مثلاً: ○ سیاست کو ناجائز قابضین (زمینداروں اور وڈیروں) سے نجات دلائی جائے۔ ○ ہر نونہال کو لازماً تعلیم دی جائے اور معلمین کی قدر کی جائے۔ ○ انگلش میڈیم اسکول دشمنوں کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں، ان کو بند کیا جائے۔ ○ غیر ملکی غذائیں، مشروبات اور قرضے ممنوع قرار دیے جائیں۔ ○ کفایت، قناعت اور غربت کی زندگی اختیار کی جائے۔ ○ دن کا کھانا ختم، ایک ناشتہ اور ایک کھانا، یہی سنت و صحت کا راستہ ہے۔ ○ چائے اگر ناگزیر ہو تو دن میں صرف ایک پیالی، ایک چمچ چینی کے ساتھ۔ ○ وقت کو ضائع نہ کیا جائے۔

کویت کانفرنس آدھ گھنٹہ تاخیر سے شروع ہوئی جس پر حکیم صاحب کو سخت کوفت ہوئی، کہتے ہیں جو حضرات کبار جبوں قبوں میں ہیں، وہ سب کے سب تاخیر سے آئے حالانکہ انھی مدعیان اسلام کو وقت کا پابند ہونا چاہیے۔ (ر-ہ)

قائداعظمؒ کا تصور پاکستان اور ان کے اقوال، رضوان احمد۔ ناشر: فضلی سنز، اردو بازار، کراچی۔ صفحات: ۱۴۸۔ قیمت: ۹۰ روپے۔

جناب رضوان احمد قائداعظمؒ اور تحریک پاکستان کے موضوع پر ماہرانہ دسترس رکھتے ہیں۔ زیر نظر کتاب کے ابتدائی حصے میں انھوں نے وضاحت کی ہے کہ قائداعظمؒ کے لیے نہ تو سیکولرازم قابل قبول تھا نہ سوشلزم اور نہ کمیونزم۔ ان کے نزدیک قیام پاکستان کا مقصد اسلامی، سماجی انصاف کا قیام تھا۔ رضوان احمد کہتے ہیں کہ اسی لیے قائداعظمؒ نے واضح طور پر اعلان کیا کہ: "اسلامی اصول اسی طرح زندگی میں نافذ العمل ہیں جس طرح ۱۳ سو سال پہلے تھے" اور یہ کہ "پاکستان کے آئین کی بنیاد و اساس شریعت ہو گی"۔

اس کے بعد، جناب مصنف نے مختلف عنوانات (اسلام، شہری آزادیاں، پاکستان کا تصور، مہاجرین، مسلمان خواتین، معاشرتی برائیاں، افسران حکومت، تعلیم و تربیت و کردار سازی وغیرہ) کے تحت قائداعظمؒ کی تقریروں سے اقتباسات اخذ کر کے انھیں مرتب کیا ہے، جو قائد کے ذہن و فکر کی عمدہ عکاسی کرتے ہیں۔ قائداعظمؒ کے نظریات خصوصاً ان کے تصور پاکستان کو سمجھنے کے لیے یہ ایک عمدہ انتخاب ہے جسے رضا،

صاحب نے سلیقے سے مرتب کیا اور فضلی سنز نے خوب صورت اور معیاری انداز میں شائع کیا ہے۔ (ر - ہ)

قیام و دوام پاکستان' پروفیسر مہر محمد نواز خان۔ ناشر: اسلامک بک سروس' اردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۵۱۵۔ قیمت: ۳۲۵ روپے۔

مذکورہ کتاب ایم اے تاریخ و سیاسیات اور مقابلے کے امتحانوں میں حصہ لینے والے طلبہ کی رہنمائی کے لیے تحریر کی گئی ہے۔ تحریک خلافت سے ریڈکلف ایوارڈ تک برعظیم میں رونما ہونے والے تاریخی واقعات' پھر تخلیق پاکستان سے موجودہ دور تک کے حالات اور پھر یہ بحث کہ اپنی عظیم استعداد کے باوجود پاکستان اپنا کردار کیوں نہ ادا کر سکا؟

پروفیسر نواز نے تاریخی حقائق کو دردمندانہ مگر دلچسپ تحریر کی شکل میں مرتب کر دیا ہے' جگہ جگہ غیر ملکی مصنفین کی آرا بھی درج کی ہیں۔ قیام پاکستان کی جدوجہد' دو قومی نظریے کی تعبیر اور پاکستان میں اسلامائزیشن کے عمل کو جس طرح ہدف تنقید بنایا جاتا ہے یہ اس کا موثر جواب ہے۔ پاکستان کے حوالے سے آخری ابواب میں اگر پاکستان کو لوٹنے والے سیاست کاروں کا تذکرہ بھی ہو جاتا تو کتاب کی قدر و قیمت دوچند ہو جاتی۔ افسوس کہ تاریخ میں غاصبوں' لٹیروں اور عوام کا استحصال کرنے والوں کا تذکرہ خاطر خواہ طریقے سے سامنے نہیں آتا۔ بہرحال یہ مفید کتاب نہ صرف طلبہ' بلکہ عوام الناس کے لیے بھی قابل مطالعہ ہے اور لائبریریوں کی ضرورت ہے۔ (محمد ایوب منیر)

الفرقان' مولانا منظور نعمانی نمبر' مرتبہ: عتیق الرحمٰن سنبھلی۔ ناشر: ماہنامہ الفرقان' لکھنؤ۔ صفحات: ۴۷۶۔ قیمت: ۱۵۰ روپے۔

یہ خاص شمارہ "الفرقان" کے بانی مولانا محمد منظور نعمانیؒ کے لیے خراج عقیدت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں مرحوم کے علمی و دینی کارناموں کو اجاگر کرنے والے طویل اور مختصر' مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مضامین' تاثرات' منظومات اور خطوط کو یک جا کر دیا گیا ہے۔ مرحوم کی خدمات کا دائرہ نصف صدی سے زائد عرصے پر محیط ہے۔ چنانچہ اس نمبر میں برعظیم میں اس پورے دور میں دین اور شریعت کے احیا و نفاذ کے لیے کی جانے والی کاوشوں کی ایک جھلک بھی نظر آتی ہے۔

آخری حصے میں مولانا نعمانی مرحوم کے لائق فرزند جناب عتیق الرحمٰن سنبھلی نے مختصر سوانح مرتب کی ہے جس میں جماعت اسلامی میں مرحوم کی شمولیت اور پھر علیحدگی کا بھی ذکر ہے (یہ ذکر اسی شمارے کے متعدد دیگر مضامین میں بھی ملتا ہے)۔ بار بار بتایا گیا ہے کہ مولانا نعمانی مرحوم ایک "غلط جگہ" چلے گئے تھے اور

"آپ کی زندگی کے چند قیمتی سال ضائع ہو گئے" (ص ۲۵۹)۔ مولانا محمد الیاس کاندھلوی مرحوم (بانی تبلیغی جماعت) کے روحانی تصرف سے وہ راہ راست پر آگئے اور اسے "ایک تقدیری امر کے سوا اور کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا"۔ لیکن "جملہ معترضہ" کے تحت سنبھلی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اور مولانا مودودی کی تحریروں اور علی گڑھ میں ان کے لیکچر "اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے؟" (۱۹۴۰) اور ان کے پروگرام کو جس طرح غیر عملی اور ہوائی نقشہ کار قرار دیا ہے' اسے پڑھتے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ انھوں نے یہاں ایک بے محل بحث چھیڑنے کی کوشش کی ہے' جسے خاص نمبر کے موضوع سے مناسبت نہیں۔ (د - ہ)

کتاب النباتات ' حکیم منیر احمد قریشی۔ ناشر: ادارہ مطبوعات سلیمانی' اردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۳۵۲۔ قیمت: ۲۲۵ روپے۔

مصنف نے محض اپنے شوق اور لگن سے پاکستان کے مختلف علاقوں کے اہم ادویاتی پودوں پر اپنی تحقیق کو زیر نظر کتاب کی شکل میں پیش کیا ہے۔ اپنے موضوع پر یہ ایک انتہائی مفید اور بیش قیمت کتاب ہے جس میں پودوں کے سائنسی و مقامی نام' ان کی شناخت' مقام پیدائش' ان کی تاریخ' کیمیاوی تجزیہ' افعال و خواص' خوراک اور فوائد وغیرہ مع رنگین تصاویر شامل ہیں۔ مصنف نے خود جنگلوں' ویرانوں اور پہاڑوں میں گھوم پھر کر معلومات جمع کی ہیں اور تصاویر کی فراہمی کا بھی اہتمام کیا ہے۔ ہر تصویر کے ساتھ تاریخ' مقام اور اس کی بلندی بھی لکھ دی ہے۔ ابتدا میں علم نباتات کی تاریخ دی ہے اور بعض ماہرین نباتات کے کارناموں پر بھی مختصر روشنی ڈالی ہے۔ پاکستان میں طبی نقطہ نظر سے پودوں کی تحقیق پر کئی سرکاری ادارے کام کر رہے ہیں' زیر نظر کام ایک فرد واحد کی محنت و کاوش کا حاصل ہے' اس لیے بہ ہر طور قابل ستایش ہے۔ نباتات کے بعض ماہرین نے بھی اس کاوش کو سراہا ہے۔ کتاب رنگین تصویروں کے ساتھ اہتمام سے شائع کی گئی ہے۔ (د - ہ)

ملک لوٹنے والے چہرے ' افضال مظہر راٹھور۔ ناشر: نوری بک ڈپو' امین بازار' فیصل آباد۔ صفحات: ۳۲۰۔ قیمت: ۱۷۰ روپے۔

وطن عزیز وجود میں آیا تو چند سال بعد ہی حکمرانوں کی غفلت اور بعض اوقات ان کی ملی بھگت سے یہاں کرپشن شروع ہو گئی اور طرح طرح کی بدعنوانیاں سامنے آنے لگیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا حتیٰ کہ ہر طرف لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا اور اہل وطن کی مزید بدقسمتی یہ کہ اس کرپشن کے خلاف کہیں سے موثر آواز بلند نہ ہو سکی (شاید اس لیے کہ برسر اقتدار سیاست دان اور ارباب بست و کشاد

اس میں پیش پیش تھے)۔ البتہ جماعت اسلامی نے اس ناسور کے خلاف شدید احتجاج کیا چنانچہ گذشتہ چند سالوں میں ملک کے پڑھے لکھے متوسط طبقے میں بیداری کی ایک لہر اٹھی ہے اور کچھ لوگوں نے ناقابل تردید حقائق کو کتابی شکل دے کر بدعنوان افراد کو عوامی کٹہرے میں لا کھڑا کیا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اس کتاب کے مصنف پیشے کے لحاظ سے بنک کار ہیں۔ حقائق اور اعداد و شمار کو جمع کرنے کے لیے انھوں نے اخبارات و رسائل اور اس موضوع پر لکھی جانے والی بعض دیگر کتب سے استفادہ کیا (کئی دیگر مستند مآخذ سے بھی استفادہ نہ صرف ممکن تھا بلکہ وقت کی ضرورت بھی تھی)۔ انھوں نے بتایا ہے کہ ملک لوٹنے والے ارب پتی اور کروڑ پتی افراد نے کتنا ٹیکس دیا۔ مختلف مارکیٹوں سے کتنا ٹیکس وصول ہوتا ہے۔ کن لوگوں نے قرضے معاف کرائے ہیں۔ قومی و صوبائی اسمبلی کے کن ممبران نے اپنے اور اقربا کے علاج معالجے کے لیے سرکاری خزانے سے کتنے کروڑ وصول کیے۔ اسلام آباد' لاہور' کراچی اور دیگر شہروں میں پلاٹ کیسے تقسیم ہوتے رہے اور کیسے کیسے پارسا اس سے "مستفیض" ہوئے۔ مختلف بیراجوں سے کن لوگوں کو زمینیں الاٹ کی گئیں۔ سیکرٹ فنڈ سے کون کون سیاسی افراد فائدہ اٹھاتے رہے۔ مصنف نے حکمرانوں کی باہمی رشتے داریوں کی تفصیلات بھی مرتب کی ہیں۔ اس طرح یہ کتاب معلومات کا ایک خزینہ ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کرپشن اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔

مصنف کی یہ بات درست ہے کہ ناکام اور بوسیدہ سیاسی طریقہ کار' پیچیدہ عدالتی نظام' کوٹہ سسٹم' میرٹ سے انحراف اور بعض دیگر وجوہ کی بنا پر بھی کرپشن کو پھیلنے میں مدد ملی ہے۔ پھر یہ کہ اب تک کسی نے کسی کا احتساب نہیں کیا۔ مصنف نے ایسی تجاویز بھی دی ہیں' جن پر عمل کر کے اقتصادی حالت کو سنوارا جا سکتا ہے۔

کتاب کو تحقیقی اصولوں کے تحت زیادہ بہتر بنایا جا سکتا تھا۔ چھپائی اور گٹ اپ میں بہتری کی خاصی گنجائش موجود ہے۔ مجموعی طور پر یہ کتاب کرپشن مافیا کو سمجھنے میں مددگار ہے۔ (عبداللہ شاہ ہاشمی)

مطبوعات موصولہ

☆ آؤ' قرآن کی طرف' ریاض احمد۔ ناشر: مدینہ سٹیشنری اینڈ بک سنٹر' کاغان روڈ' بالاکوٹ' ضلع مانسہرہ۔ صفحات: ۴۸۔ قیمت: ۲۰ روپے۔ ("قرآن سے دوری کو بدلنے" کا قابل قدر اور دردمندانہ جذبہ اس تحریر کا محرک بنا۔ فہم قرآن کی اہمیت' ضرورت' شرائط' تقاضے اور فہم قرآن میں معاون اداروں کا تعارف)۔

☆ احادیث قدسیہ' ترجمہ: ابو مسعود ندوی۔ ناشر: منشورات' منصورہ' لاہور۔ صفحات: ۱۳۴۔ قیمت: ۳۵ روپے۔ (علما کی ایک مجلس کا انتخاب حدیث' جسے مع حوالوں کے' مختلف عنوانات کے تحت مرتب کیا گیا ہے)۔